باب-68

جادو بیانی

☆ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۔

ترجمہ: اور جب اے مخاطب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں نکتہ چینی کرتے ہیں (اور خواہ مخواہ اعتراضات کی بھرمار کرتے ہیں) تو تم ان سے اعراض کرو (ان کے پاس سے ٹل جاؤ) یہاں تک کہ دوسری باتوں میں لگ جائیں۔ اور جو شیطان تم کو بھول میں ڈال دے (اور تم سے غفلت ہو جائے) تو یاد آنے کے بعد، ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔ (سورۃ الانعام: آیت 68)

دنیا میں ایسے بہت سے لوگ ہیں جن کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ بڑے زبان آور، بڑے اسپیکر، بڑے اعلیٰ درجہ کے خطیب، اپنی پُر گوئی کے زور سے لوگوں کے دلوں کو موہ لیتے ہیں۔ ان کو اپنے دامِ تقریر میں پھانس لیتے ہیں۔ بات بات پر قسم کھاتے ہیں کہ " اللہ شاہد ہے میں آپ حضرات سے نہایت اخلاص مندی سے عرض کر رہا ہوں"---" اگر میں جھوٹ کہہ رہا ہوں تو خدا مجھ کو سزا دے، مجھے روسیاہ کر دے"---۔ حالانکہ وہ شخص ہوتا بڑا جھگڑالو ہے۔ شہد میں زہر ملاتا ہے، گھاس کے نیچے پانی بہاتا ہے۔ پہلے انگلی پکڑتا ہے، پھر گلے پر ہاتھ ڈالتا ہے۔ اسی جادو بیانی کے زیر اثر آج کل روز ایک نیا مذہب بھی ایجاد کیا جا رہا ہے۔ مغرب میں تو نئی نئی "ٹیکنالوجی" پیدا ہو رہی ہیں لیکن ہمارے یہاں "مذہب" ایجاد ہوتے ہیں۔ ان جدت پسندوں کا اسلام سے اب کوئی تعلق باقی نہ رہا۔ ان کا کیا طریقہ ہے؟ بس بزرگوں کی بدگوئی کرو۔ اصولِ دین سے انکار کرو، پیغمبر کو نہ مانو۔ خدا کو ایک بے جا ہستی سمجھو۔ جو چاہو کہو، جو من میں آئے کرو۔ مگر ایک شرط ہے۔ زور سے بولو۔ مغالطہ پر مغالطہ دو۔ جھوٹ بولو مگر جرأت کے ساتھ۔ ایک بات کو بار بار بیان کرو۔ سو بار رد کر دی جائے تو تم ہزار بار تاکید سے کہو۔ آج نہ مانیں کل مان ہی جائیں گے۔ تم کہے جاؤ، ہمت نہ ہارو۔ یہ جانتے ہیں کہ استقلال اور مداومت

سے قوت پیدا ہوتی ہے۔ یہ ظالم سامنے سے ہٹتے ہیں تو پھر نہ قوم ہے نہ ملت۔ خود غرضیاں ہیں، ذاتی مقاصد ہیں۔ چاہے اسلام تباہ ہو جائے، چاہے مسلمان برباد ہو جائیں۔ ان کو چندوں سے کام ہے۔ واہ واہ سے غرض ہے۔ زندہ باد کے نعروں سے مقصد ہے۔ رات دن قوم کا نام زبان پر ہے۔ دیکھو تو دل میں محبت کچھ نہیں۔

- صاحبو! آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں:

(1) مذہب اور اصولِ دین سے واقف۔ حق و باطل کی تمیز کرنے والے۔ ایسے لوگ غیر مذہب والوں سے ملیں تو کوئی ہرج نہیں۔ بلکہ ان کو ملنا چاہیے اور اپنے دینِ اسلام کی تبلیغ کرنی چاہیے۔

(2) ایسے لوگ جو دین سے واقف نہیں۔ ان کو ان بد مذہبوں سے دور رہنا چاہیے۔

دیکھو! پُر گوئی، فصاحت و بلاغت اور مغالطہ دہی کا بہت بڑا اثر ہے۔ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا۔ بعض کی باتیں کیا ہوتی ہیں کہ بس ایک جادو ہوتا ہے۔ ان بے علم نادانوں کی حالت یہ ہے کہ جہاں سن لیا کہ فلاں جگہ اسپیچ ہے، لیکچر ہے، وعظ ہے، بس جا پہنچے۔ چاہے یہ خطیب، مذہب پر اعتراضات ہی کر رہا ہو۔ بعض کچھ سمجھتے ہیں لیکن اخلاقی جرأت نہیں کہ تردید کر دیں۔ تم ایسی جگہ جاتے ہی کیوں ہو۔۔؟ ایسی جگہ سے ٹل جاؤ، ایسی جگہ سے اٹھ جاؤ۔ اگر غفلت کی وجہ سے بیٹھے رہے تو جب یاد آجائے یا کوئی یاد دلا دے، تو اس وقت تو اس جگہ سے اٹھ جاؤ۔۔! یہ کیا تباہی ہے کہ خود کو علم نہیں، اچھے برے کی تمیز نہیں اور مغالطے بازوں کے پاس جا کر اپنے دین کو برباد کر لو۔ سنی مسلمان اپنی اولاد کو بچپن سے اپنے مذہب کی تعلیم نہیں دیتے۔ نادان بچے، غیر مذہب والوں کی صحبت میں جاتے ہیں، ان کی کتابیں دیکھتے ہیں، اور ان سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ جہاں کچھ شبہ ہو کسی صحیح عالم سے پوچھ لے اور اپنے شبہات رفع کرے۔ آج کل ایک بد تمیزی یہ بھی پھیلی ہوئی ہے کہ عالم اسی کو سمجھا جاتا ہے جو لمبی چوڑی تقریر کرے، فصاحت اور جرأت سے بولے، چاہے وہ امیر حمزہ کی داستان ہی کیوں نہ کہہ رہا ہو۔ گھنٹوں کی تقریر سنی، وعظ سنا، سن کر اٹھے تو ایک بات بھی یاد نہ تھی۔ تالیاں ہوئیں، نعرے بلند ہوئے واہ واہ کی صدائیں لگیں مگر سب لاحاصل۔ کام کی بات نہ سنائی گئی، نہ سنی گئی۔۔۔ اہلِ سنت کیا ہیں۔ ہر بد مذہب والوں کے شکار ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ انہیں دین کی تعلیم دی ہی نہیں جاتی۔ دی بھی جاتی ہے تو رسمی۔ شبہ کچھ ہے اور جواب کچھ ملتا ہے۔ غرض کہ کارِ دنیا اور کارِ آخرت بے راہ۔۔۔!

{حوالہ تفسیر صدیقی-پارہ 2 صفحہ 68 اور پارہ 7 صفحہ 91، 92}